Rohtas Mahila College , Sasaram

Dr. Shahla Bano

Deptt Urdu

Course:-B.A part 2 Hons paper (2019-20)

Topic:-Anarkali ki tehreeki haisyat

Scanned with CamSca

سوال ۶: ڈرامہ انارکلی کی تاریخی حیثیت کیا ہے؟ واضح کیجئے۔

جواب: تاریخی اعتبار سے یہ قصہ بے بنیاد ہے۔ لاہور (پاکستان) میں محکمۂ آثار قدیمہ کی طرف سے انارکلی کے مقبرہ میں اس کی جو داستان ایک فریم میں لگی ہوئی ہے اس کا ترجمہ یہ ہے۔ لاہور کا سول اسٹیشن انارکلی کے نام سے مشہور ہے یہ خطاب شہنشاہ جلال الدین محمد اکبر کے حرم میں نادرہ بیگم یا شرف النساء بیگم ایک منظور نظر کنیز کو ملا تھا۔ ایک روز اکبر شیش محل میں بیٹھا تھا نوجوان انارکلی اس کی خدمت میں مصروف تھی تو اکبر نے آئینوں میں دیکھ لیا کہ وہ سلیم کے اشاروں کا جواب تبسم سے دے رہی ہے۔ بیٹے سے مجرمانہ سازش کے شبہ پر شہنشاہ نے اُسے زندہ گاڑ دینے کا حکم دیا۔ چنانچہ حکم کی تعمیل میں اُسے مقررہ مقام پر سیدھا کھڑا کر کے اس کے گرد دیوار چن دی گئی۔ سلیم کو اس کی موت کا بے حد صدمہ ہوا۔ تخت پر بیٹھنے کے بعد اُس نے انارکلی کی قبر پر ایک نہایت عالیشان عمارت بنوا دی۔ اُس کا تعویذ خالص سنگ مرمر کی ایک ہی سلی سے بنا ہوا ہے جو اپنے حسن کے اعتبار سے غیر معمولی اور

Scanned with CamSca

نقش ونگار کے لحاظ سے نادر روزگار ہے۔ بقول امیٹوک یہ تعویذ دنیا میں سنگ تراشی کے بہترین نمونوں میں سے ہے اُس کے اوپر اللہ تعالیٰ کے ۹۹ صفات کندہ ہیں۔ پہلوؤں پر یہ شعر کھدا ہوا ہے جو انارکلی کے عاشق شاہ جہانگیر نے خود کہا تھا:

تا قیامت 'شکر گویم' کرد گار خویش را
آہ گر من باز بینم روئے یار خویش را

(مجنوں سلیم اکبر)

ایک دوسرے فریم میں اس عمارت کی تاریخ لکھی ہے کہ کس زمانے میں اس عمارت کی تعمیر ہوئی۔اس سلسلہ میں انارکلی کے زندہ دفن کرنے کی تاریخ ۱۵۹۹ء اور مقبرہ کی تکمیل کی تاریخ ۱۶۱۵ء درج ہے۔

یہ داستان نہ معلوم کب اور کیونکر ایجاد ہوئی۔لاہور کی جن تواریخ میں اس کا تذکرہ ہے اُن میں کہاں سے لی گئی ہے۔خود داستان میں اندرونی شہادتوں کی بنا پر کئی ایسے نقائص ہیں جن کی وجہ سے یہ قرین قیاس معلوم نہیں ہوتی۔

اس ڈرامہ کا تعلق محض روایت سے ہے۔امتیاز علی تاج لکھتے ہیں ''بچپن سے انارکلی کی فرضی کہانی سنتے رہنے سے حسن وعشق اور ناکامی ونامرادی کا جو ڈرامہ میرے تخیل نے مغلیہ حرم کی شوکت و تجمل میں دیکھا اس کا اظہار ہے۔اب تک جن لوگوں نے اسے سنا اُن کا اس امر پر اختلاف ہے کہ یہ ٹریجڈی سلیم اور انارکلی کی ہے یا اکبر آعظم کی لیکن ''انارکلی'' میں اتنی دلآویزی ہے کہ نام تجویز کرتے وقت کسی دوسرے امر کو ملحوظ رکھنا میرے لئے ناممکن تھا''۔

سید امتیاز علی تاج نے یہ ڈرامہ بنام انارکلی ۱۹۲۲ء میں لکھا تھا اور ۱۹۳۱ء میں شائع ہوا۔اس زمانہ کے تھیٹروں نے اُسے اسٹیج کرنا قبول نہ کیا اور مختلف ترمیمات کا مشورہ پیش کیا۔سب سے پہلے پنجاب یونیورسٹی پٹیالہ میں ڈاکٹر سرجیت سنگھ سیٹھی نے اُسے پٹیالہ میں اسٹیج کیا پھر دوسری بار ایوان غالب دہلی کے اسٹیج پر عزیز قریشی نے اُسے روایتی سیٹ کے ساتھ پیش کیا۔

Scanned with CamSca

اکبر ایک ایسا شہنشاہ ہے جس نے متحدہ قومیت کا تصور پیش کیا اور اسی تصویر پر اپنی سلطنت کی بنیاد رکھی مہابلی اور ظل الٰہی کے نام سے پکارا گیا۔ بادشاہوں کی تاریخ میں اکبر پہلا بادشاہ تھا جس نے صرف تیرہ سال کی عمر میں مغلیہ سلطنت کی باگ ڈور سنبھالی۔ ہندوستان کی ساری قوموں کو ایک مضبوط ڈور سے باندھ کر رکھا اور ایسے جانشین کا خواب دیکھا جس میں تیمور کی طوفانی روح، بابر کی حیرت انگیز شجاعت اور معلومات اور ہمایوں کا آہنی استقلال ہو جو اس کی وراثت کو تکمیل تک پہنچائے گا اور متحدہ قومیت کی بنیاد پر قائم مغلیہ سلطنت کی جڑیں مضبوط کرے گا۔ لیکن اس کا جانشین سلیم اس کے برخلاف ایک ایسا رومانی حسن پرست اور خوابوں میں کھویا ہوا شہزادہ ہے جس کے لئے ایک لمحۂ حسین پر سلطنتیں قربان کی جاسکتی ہیں جو اپنے جذبے اور تخیل کی دنیا کا فرماں روا ہے اور اس فرماں روائی کے آگے ہندوستان کی حکومت ہیچ ہے۔ اکبر ایک نہایت شفیق باپ ہوتے ہوئے، بھی ایک شہنشاہ ہے کوئی شریف انسان یہ برداشت نہیں کرسکتا کہ اس کا لخت جگر ایک کنیز کو اپنی زوجیت میں لے سکے اور پھر ہندوستان کا شہنشاہ اکبرِ اعظم یہ کیسے گوارہ کرسکتا ہے کہ ہندوستان کی ملکہ ایک کنیز ہو۔

انارکلی اور سلیم کے عشق کے چرچے طشت از بام ہو چکے تھے۔ ممکن ہے کہ شہنشاہ سزائے موت کے بدلے کوئی اور ہلکی سزا کا فیصلہ سناتا لیکن دلارام اور داروغۂ زندان نے ایسی ایسی زہرفشانی انارکلی کے خلاف کی کہ اکبر بے بس ہوگیا۔ پھر بھی شہنشاہ کے سینہ میں ایک باپ کا بھی دل ہے جو کہتا ہے ''میرے ہی بیٹے کی محبت اگر ایک کنیز چاہے تو مجھ کو بخش سکتی ہے۔ آہ شیخو! تم اکبر کی کنیز کو اکبر ہی کے سینہ پر نچانا چاہتے ہو۔ جس کے رقص نے ہندوستان کے تخت سلطنت کو لرزا دیا۔ جس کے نغموں نے ایوان شاہی میں شعلے بھڑکا دیئے۔ جس کے حسن نے جگر گوشۂ مغلیہ کے حواس چھین لیے جس کی نظروں نے ہندوستان کے شہنشاہ کو شیخو کے باپ کو جلال الدین کو لوٹ لیا جس کی ترغیب نے خون میں خون کے خلاف زہر ملایا۔ لٹا ہوا باپ، تھکا ہوا شہنشاہ۔ ہارا ہوا فاتح اسے فنا کردے گا۔ جس طرح اُس نے میری اولاد کو مجھ سے جدا کیا یوں ہی وہ اپنی ماں سے جدا ہوگی۔ جس طرح اُس نے مجھے عذاب میں ڈالا یوں ہی وہ عذاب میں مبتلا کی جائے گی۔ یہ بدنصیب باپ جسے سب ظل الٰہی کہتے ہیں شہنشاہ کہتے ہیں، باہر سے کیا ہے اندر سے کیا ہے وہ صرف باپ ہے وہ بادشاہ ہے تو تیرے لئے، وہ مزدور ہے تو تیرے لئے وہ قاہر و جابر بھی ہے تو تیرے لئے۔ وہ تیرا غلام ہے اور میرے جگر گوشے غلاموں سے غلطیاں بھی ہوتی ہیں۔''

Scanned with CamSca